رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کے

بیٹے اور بیٹیاں

آمنہ فاروقی

بنت مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی الھند

جملہ حقوق محفوظ

نام	:	رسول کریم ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں
مرتبہ	:	آمنہ فاروقی بنت محمد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۱۱۰۰
سال	:	۲۰۱۷
قیمت	:	۴۰

Writer :Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher :Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road, Daliganj,lucknow.

Website :www.islamicjpamn.com

E-Mail :tasneemlko2012gmail.com,ataullah2012gmail.com

Phone No .9984490150,9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ نیو سلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی

۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)

۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبلپور، مدھیہ پرادیش، 9424708020

۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 182-5 A گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور

فہرست

موضوع	شمار نمبر
مقدمہ	۵
عرض مؤلفہ	۶
فصل اول	۷
سیدہ زینب بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۸
صفات	۸
حضرت زینب کی مدینہ ہجرت	۹
وفات	۱۲
اولاد	۱۳
سیدہ رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۴
نکاح	۱۴
صفات	۱۴
وفات	۱۵
اولاد	۱۵
سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۷
وفات	۱۹
اولاد	۱۹
سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۰

تعارف	۲۰
نکاح	۲۰
والد کا غم	۲۲
صفات	۲۴
وفات	۲۵
اولاد	۲۶
فصل دوم	۳۱
سید قاسمؓ بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۲
سید عبداللہؓ بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۲
سید ابراھیمؓ بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۳
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے اور بیٹیاں ایک نظر میں	۳۵
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل بیٹے	۳۵
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل بیٹیاں	۳۶

مقدمہ

بقلم مفسر قرآن مفتی محمد سرور فاروقی ندوی دامت برکاتہم
(صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ و ناظم جامعہ دارارقم فتحپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ رب العالمین نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب میں پیدا فرما کر عالم کی ہدایت اور انسانیت کی رہنمائی کا ذریعہ بنایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادوں کے احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختلف آزمائش کے دور سے گزارتے ہوئے دعوت کے مشن کو آگے بڑھایا اور امت کے لئے مکمل رہنمائی فرمائی اور اس فرض کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش اسلوبی، صبر، استقامت اور تحمل سے پورا کرتے ہوئے تہذیب اور تمدن اور علم واخلاق کو پھیلایا اور توحید کی اشاعت کی اور انسان کے دل پر عظمت وربانی نقش قائم کر دیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام حالات میں امیری وغریبی، فاتح ومفتوح خوشی وغم ہر حال میں دین پر قائم رہتے ہوئے اللہ کے حکم کو پورا کرکے دکھادیا۔ جس کے ذریعہ ایک صالح انسانی معاشرہ وجود میں آیا جو رہتی دنیا تک نمونہ رہے گا۔

عزیزی آمنہ فاروقی نے سیرت کی مختلف کتابوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں اور بیٹیوں کا مختصر وجامع تذکرہ کیا ہے جس سے قاری کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے استفادہ آسان ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور آئندہ دینی تصنیفی خدمت کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب
محمد سرور فاروقی ندوی
۱۲ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷ / اگست ۲۰۱۶ء

عرض مؤلفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم کی ہدایت کا ذریعہ اور تمام انسانوں کے لئے بہترین نمونہ بنا کر بھیجا جو قیامت تک کے تمام انسانوں کی ہر شعبۂ میں رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر بعض جامع اور مفصل کتابیں لکھی گئیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق شمائل غزوات، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک، سیاسی زندگی ہو یا گھریلو سبھی موضوعات پر کتابیں ہر دور میں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی۔

اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اسوہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواجی زندگی ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں اموات کی کیفیات ہوں یہ سب امت کو پیش آنے والے حالات میں جس میں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمونہ اس طرح بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے پیدا ہوئے اور جو بھی مسائل پیش آئے لیکن ان سب حالات کا مقابلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش اسلوبی سے کیا ہے جس سے انسان کو راحت وٹھنڈک مل سکتی ہے۔

اس لئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادوں کا مختصر تذکرہ بعض مستند کتابوں میں جیسے سیرت الصحابیات وغیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ہے امید ہے امت کے لئے مفید ثابت ہوگی اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کی طالب
آمنہ فاروقی
۱۴ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸ / اگست ۲۰۱۶ء

فصل اول

آلِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختران طاہرہ)

آلِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندان نرینہ تین اور دختران طاہرہ چار ہیں جن کا ذکر درج ذیل ہے۔

سیدہ زینبؓ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سید زینب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قاسم سے چھوٹی اور دوسری بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں جو حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے تھیں اور بعثت سے دس برس پہلے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۳۰ سال کی تھی اس وقت پیدا ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا نکاح ''ابوالعاص بن الربیع لقیط'' سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد بھائی اور قریش کے معزز شخص تھے ان کی والدہ ہالتہ بنت خویلد تھیں۔ جو حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں۔ سیدہ زینب اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہی اسلام لے آئی تھیں، جبکہ ابوالعاص بہت بعد میں اسلام لائے۔

صفات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے تیرہویں سال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظّمہ سے ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل وعیال مکہ میں ہی رہ گئے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنی سسرال میں تھیں غزوۂ بدر میں ابوالعاص کفار کی طرف

سے جنگ کرنے آئے تھے اس وقت حضرت عبداللہ بن جبیر بن نعمان رضی اللہ عنہ انصاری نے ان کو گرفتار کرلیا تھا۔(طبقات ج۸ ص۲۰)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدی چھڑانے کے لیے فدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوالعاص کو چھڑانے کے لئے فدیہ کے طور پر وہ قیمتی ہار بھیجا جو ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر انہیں دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ کے دل میں رقت پیدا ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے صحابۂ کرام سے فرمایا:

''اگر ہو سکے تو اس کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا ہار بھی واپس کردو''

(امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبیؒ نے اس کی موافقت کی ہے۔ بحوالہ مستدرک حاکم)

حضرت زینب کی مدینہ ہجرت

ابوالعاص نے مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا، کیونکہ کفار کا خوف تھا، کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لئے تھے، جب مقام ذی طویٰ پر پہنچے تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا، ''ہُبَار بن اسود'' نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر نیزہ سے حملہ کیا، اس وقت وہ حاملہ تھیں، جس کی وجہ سے حمل ساقط ہوگیا۔

کنانہ نے ترکش سے تیر نکالا اور کہا کہ ''اب اگر کوئی قریب آیا تو وہ ان تیروں کا نشانہ ہوگا'' لوگ ہٹ گئے پھر ابوسفیان قریش کے لوگوں کے ساتھ آیا اور کہا ''تیر روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے۔'' ان لوگوں نے تیر ترکش میں رکھ لئے۔

ابوسفیان نے کہا ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعہ جو مصیبتیں ہم کو پہنچی ہیں تم کو معلوم ہیں، اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کرلے جاؤ گے تو لوگ کہیں گے کہ

ہماری کمزوری ہے اس لئے ہم کو زینب رضی اللہ عنہا کے روکنے کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اور سناٹا ہو جائے تو اس وقت چوری چھپے زینب کو مدینہ لے جانا'' کنانہ نے یہ رائے تسلیم کرلی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ واپس آ گئے، چند روز کے بعد حضرت زینب کو لے کر رات کے وقت مدینہ کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی سے حضرت زینب کو لینے کے لئے بھیج دیا تھا۔ وہ بطن یانج میں انتظار کررہے تھے، کنانہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید بن حارثہ کے حوالے کیا، وہ ان کو لے کر واپس مدینہ آ گئے۔(زرقانی ج۳ ص۲۲۳)

اس طرح جس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ آئیں ابوالعاص حالت شرک پر تھے، ابوالعاص سنہ ۶ھ میں تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے، اس وقت قبیلہ قریش مسلمانوں کا فریق جنگ تھا۔ اس لیے ابوبصیر و ابوجندل کے ساتھی مسلمانوں نے جو اسلام لانے کے جُرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے اور اب سرحد شام پر ایک پہاڑ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

(ابوبصیر قریشی تھے، اسلام لائے، قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ کے وقت حدیبیہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حوالہ کردیا۔ راستے سے بھاگ گئے اور ابوجندل کے پاس جا ٹھہر گئے۔ جب ابوجندل کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بابت واپسی سامان ابوالعاص پہنچا تب یہ (ابوبصیر) بستر مرگ پر تھے، نامۂ نبوی ہاتھ میں لیا اسے دیکھتے دیکھتے آنکھیں بند ہوگئیں یعنی اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور اسی پہاڑی پر مدفون ہوئے)

اس قافلہ کا تمام سامان ضبط کرلیا گیا مگر ابوالعاص کو گرفتار نہ کیا گیا۔ ابوالعاص وہاں سے سیدھا مدینہ طیبہ پہنچا، نماز صبح کے وقت مسجد میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ آواز مسلمانوں کے کان میں پڑی: ''میں ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دیتی ہوں''

یہ آواز اُس وقت سُنی گئی جب مسلمان نماز میں شریک ہورہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم نے بھی کچھ سُنا جو میں نے سُنا ہے سب نے

عرض کیا جی ہاں۔فرمایا:

اللہ کی قسم! مجھے اس سے پہلے کچھ بھی علم نہ تھا میں نے یہ آواز تمہارے ساتھ ہی سُنی ہے اور پناہ دینے کا حق تو ہر ادنیٰ مسلمان کو بھی حاصل ہے۔ پھر نبی ﷺ گھر میں اپنی بیٹی کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: ''بیٹی ابوالعاص کو عزت سے ٹھہراؤ، خود اس سے الگ رہو اس لئے کہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔''

سیدہ زینبؓ نے عرض کیا کہ وہ تو قافلہ والا مال واپس لینے کے لئے آئے ہیں۔تب نبی ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کر کے یہ تقریر فرمائی۔

اس شخص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم جانتے ہی ہو تم کو اس کا مال ہاتھ لگ گیا ہو تو یہ فضل الٰہی ہے مگر میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کر دو، لیکن اگر تم اس سے انکار کرو گے تو میں سمجھتا ہوں کہ تم زیادہ حق دار ہو۔

لوگوں نے سارا مال یہاں تک کہ اونٹ کی نکیل کی رسی بھی واپس کر دی۔ابوالعاص سارا مال لے کر مکہ پہنچے اور ہر شخص کی سبھی چیزیں ادا کر دیں۔ پھر دریافت کیا کہ کسی شخص کا کچھ رہ گیا ہو تو بتا دے۔سب نے کہا خدا تجھے جزائے خیر دے، تم تو بڑے کریم نکلے۔اس پر ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ اب تک مجھے یہی خیال اسلام سے روکتا رہا کہ کوئی شخص مجھے مال لینے کا الزام نہ لگائے، اب میری ذمہ داری نہیں رہی اب میں اسلام کے ساتھ وابستہ ہوتا ہوں اور مدینہ جا رہا ہوں۔

ابوالعاص اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ واپس آ گئے اس سے پہلے جب ،حضرت زینبؓ ہجرت کر کے مدینہ آئی تھیں تو انہوں نے ان کو حالت شرک میں چھوڑا تھا، اس لئے دونوں میں باہم تفریق ہو گئی تھی لیکن اب جب وہ مدینہ آئے تو چھ سال کی مفارقت کے بعد حضرت زینبؓ دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں اس کے بعد تقریباً ایک سال تک ہی اس دنیا میں رہیں۔

حضرت ابوالعاصؓ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی۔حضرت ابوالعاصؓ نے حضرت زینب کے انتقال پر بہت افسوس کیا تھا۔(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۱)

وفات

دوبارہ نکاح کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں یعنی ۸ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔یہ اس زخم سے شدید بیمار ہو گئی تھیں جو انہیں ہجرت کرتے وقت لگا تھا۔یہی زخم جان لیوا ثابت ہوا۔سیدہ زینبؓ کی وفات پر ابوالعاص بن الربیع اتنا روئے کہ اردگرد کے لوگوں کو بھی رلا دیا۔

رسول اللہ ﷺ بھی ان کی وفات پر بہت زیادہ غمگین ہوئے اور انہیں آنسوؤں اور سسکیوں کے ساتھ اللہ کے سپرد کیا اور آپ نے عورتوں سے فرمایا، کہ انہیں طاق تعداد میں غسل دیں۔

نبی کریم ﷺ کی بیٹی کو غسل دینے والی صحابیہ ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینبؓ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''انہیں طاق یعنی تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا، اور آخر میں کافور ملا لینا یا تھوڑی سی کافور ملا لینا اور جب تم انہیں غسل کروا دینا تو مجھے بتا دینا''۔(بحوالہ بخاری:۱۶۷، ۱۲۵۵، مسلم ۹۳۹)

اس طرح حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور ام عطیہؓ نے غسل دیا جس کا طریقہ خود رسول اللہ ﷺ نے سکھایا تھا، رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع لے جا کر خود قبر میں اترے اور اپنے لخت جگر کو خاک کے سپرد کیا، اس وقت چہرۂ مبارک پر حزن وملال کے آثار نمایاں تھے۔(طبقات ج ۸ ص ۲۴)

حضرت زینبؓ کے انتقال کے بعد حضرت ابوالعاصؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

دورخلافت میں فوت ہوئے۔

اولاد

حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑیں، (۱) علی اور (۲) امامہؓ۔

علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے ،لیکن عام روایت یہ ہے کہ بڑی عمر کو پہنچے، اس لئے کہ انہیں ابوالعاص نے رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ بلوالیا تھا اور اپنے گھر پرورش کی تھی ابن عساکر نے لکھا ہے کہ علیؓ نے یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی، یہ فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ردیف تھے اور حضرت امامہؓ بعد تک زندہ رہیں۔ یہی وہ نواسی ہیں جن کو گود میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس لئے ان کا ایک خاص مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو اور پوری امت کی عورتوں اور مردوں کو حضرت زینب والا صبر اور شکر کی توفیق نصیب فرمائے۔

❁❁❁

سیدہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے ۳۳ ویں سال نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں۔ پھر تیسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

نکاح

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا، یہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بھی شادی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوئی تھی ۔لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی اور آپؐ نے دعوت اسلام کا اظہار فرمایا تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے کہا ’’اگر تم محمد کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔‘‘ دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل میں طلاق دے دی اور آپؐ کی بیٹیاں اپنے گھر آگئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کی دوسری شادی حضرت عثمانؓ بن عفانؓ سے کر دی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

صفات

نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمانؓ نے حبش کی طرف ہجرت کی جس میں حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئیں، پھر حبشہ سے جب واپس مکہ آئیں تو مکہ کی سرزمین پہلے سے بھی زیادہ خونخوار ہوگئی تھی، چنانچہ پھر دوبارہ ہجرت کی ،لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ ہجرت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہو پایا تھا۔ ایک عورت نے آکر خبر دی کہ ’’میں نے ان دونوں (حضرت رقیہ اور حضرت عثمارؓ) کو دیکھا ہے۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

دعا دی اور فرمایا کہ ''ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی کو لے کر ہجرت کی۔(اسد الغابہ ج۵ ص ۴۵۷)

دوسری مرتبہ حبش میں زیادہ عرصہ تک مقیم رہیں، جب یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں تو مدینہ چندلوگوں نے ہجرت کی جن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھیں یہ دونوں مکہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، اور مدینہ منورہ میں حضرت حسانؓ کے بھائی اوس بن ثابتؓ کے گھر میں قیام کیا۔

وفات

غزوۂ بدر کے سال یعنی ۲ھ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے دانے نکل آئے تھے جس میں انہیں سخت تکلیف تھی لیکن رسول اللہ ﷺ اس زمانہ میں بدر کی تیاریاں کر رہے تھے جس کی وجہ سے اسی بیماری کی حالت میں آپ ﷺ غزوۂ بدر کے لئے روانہ ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو حضرت رقیہ کی تیارداری کے لئے گھر پر ہی چھوڑ دیا۔(بخاری ج۱ ص ۴۴۲)

جس دن حضرت زید بنؓ حارثہ نے مدینہ میں آ کر غزوۂ بدر کی فتح کا نتیجہ سنایا اسی دن حضرت رقیہؓ نے وفات پائی اور تدفین بھی ہو گئی لیکن اس تدفین میں رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کی مشغولی کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے پھر جب جنگ بدر سے واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ ہو کر آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے میں کچھ حرج نہیں لیکن نوحہ شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہئے،'' حضرت فاطمہؓ بھی بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئیں، وہ روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کپڑے سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

اولاد

حبش کی طرف ہجرت کرنے کے زمانہ قیام میں ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، جس کا نام

رسول کریم ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں

عبداللہ تھا، حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ انہیں کے نام پر تھی، یہ چھ سال تک زندہ رہے، ایک مرتبہ ایک مرغ نے ان کے چہرہ پر چونچ ماردی تھی جس کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ جمادی الاول ۴ھ کا واقعہ ہے، عبداللہ کے بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جس کا انہیں بہت صدمہ تھا۔

(استیعاب ج ۲ ص ۷۴۷ طبقات ج ۸ ص ۲۴ و اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۶)

❁❁❁

سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول کریم ﷺ

رسول کریم ﷺ کی یہ تیسری بیٹی حضرت ام کلثوم ہیں جو اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ یہ اپنی بہن رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئیں ان دونوں بہنوں نے ایک ساتھ پرورش پائی، عمر میں بہت کم فرق تھا اس لئے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے دونوں جڑواں بہنیں ہوں۔

والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر بڑی ذمہ داری آ گئی تھی۔ ان کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا شعب ابی طالب کے محاصرے میں بیمار ہو کر بستر پر پڑ گئی تھیں، تو ام کلثوم اپنی والدہ کی تیمارداری کرتی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ چھوٹی تھیں ان کی دیکھ ریکھ بھی ان کے ذمہ تھی۔ اس طرح نبوت کے دسویں سال سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور ان کی پاکیزہ روح اپنے خالق حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔ اب ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی گھر کی ذمہ دار تھیں۔

مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ تاکہ وہاں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی جا سکے جس سے مسلمانوں کو عزت، شوکت اور سربلندی میسر ہو۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ الزہراءؓ مکہ معظمہ میں ہی رہ گئی تھیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہؓ کو ان دونوں بہنوں کو مدینہ منورہ لانے کے لئے بھیجا تھا تاکہ وہ مکہ سے انہیں لے آئیں۔

اس طرح دونوں بہنیں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچیں لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی ہمشیرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جن کا دوسرا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا تھا وہ فوت ہو گئیں تو سیدہ

ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح سیدنا عثمان بن عفانؓ کے ساتھ ہی ہو گیا۔ یہ وفات تک سیدنا عثمانؓ کے عقد میں رہیں اور ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ سیدنا عثمان بن عفانؓ ان کے ساتھ بڑی شفقت، محبت، عزت اور احترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ جب سیدنا عمر بن خطابؓ نے عثمان بن عفان کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تو سیدنا عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حفصہ اس کے ساتھ شادی کرے گی جو عثمان سے بہتر ہے
اور عثمان اس کے ساتھ شادی کریں گے جو حفصہ سے بہتر ہے"

(بحوالہ بخاری: ۵۱۲۲)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی شادی عثمان بن عفانؓ کے ساتھ ہو گی کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر تو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہی ہو سکتی ہیں۔ وہ اپنی ہمشیرہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی یاد میں محو تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور انہیں سیدنا عثمان بن عفانؓ کے ساتھ شادی کی اطلاع دی۔

سیدنا عثمان بن عفانؓ کی شادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو گئی، اس طرح یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کرنے کا اعزاز حضرت عثمان بن عفانؓ حاصل کرتے ہوئے ذوالنورین ہونے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ ام کلثومؓ نے اپنے خاوند سیدنا عثمان بن عفانؓ کے ساتھ چھ سال زندگی بسر کیں پھر مکہ معظمہ فتح ہونے پر ان کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اپنی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قبر کی زیارت کریں لیکن موت نے اس کا موقع نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر آڑے آ گئی۔

اس طرح ۹ ہجری ماہِ شعبان میں سیدہ ام کلثومؓ نے وفات پائی اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موجودگی میں انہیں دفن کیا۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے جنازے میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر بیٹھے تھے۔آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے اپنی بیوی سے (آج) رات کو خلوت نہ کی ہو؟ حضرت ابوطلحہ ؓ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی قبر میں اترو۔(بحوالہ بخاری:۳/۱۲۶-۱۲۷)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنی ساری زندگی جہاد اور دین اسلام کی سربلندی کے لے جدوجہد میں گزاری۔انہوں نے اپنی زندگی میں بڑی مشکلات اور مصائب کا سامنا کیا اور جہاد میں بڑی سختیاں برداشت کیں۔اللہ ان سے اور ان کے خاوند سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئیں۔

وفات

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا شعبان ۹ھ میں وفات پائیں جن پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا تھا۔قبر پر بیٹھے تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہ ؓ،حضرت علی ؓ،فضل بن عباس ؓ اور اسامہ ؓ بن زید نے قبر میں اتارا۔(طبقات ج۸ ص۲۵، ۲۶وصحیح بخاری ج۱ص۱۷۱)

اولاد

ان سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی جسے مکمل صبر کا مظاہرہ کیا۔

❀❀❀

سیدہ فاطمہ الزہراء ؓ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعارف

ان کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے اور زہرا لقب تھا، یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے کم سن تھیں، سنہ ولادت میں اختلاف ہے، ایک روایت میں ہے کہ پہلی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے سال پیدا ہوئیں، ابن اسحق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولادیں نبوت ملنے سے پہلے پیدا ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت چالیس ۴۰ سال کی عمر میں ہوئی تھی، اس وجہ سے بعضوں نے دونوں روایتوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ پہلی بعثت کے آغاز میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی ہوں گی اور چونکہ دونوں کی مدت میں بہت کم فاصلہ ہے، اس لئے یہ روایت کا اختلاف ہو گیا ہوگا۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ سال پہلے جب خانہ ءکعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا ہوئیں، بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت سے تقریباً ایک سال پہلے پیدا ہوئیں اور ان کی والدہ کا نام سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھا۔

نکاح

حضرت فاطمہ مشہور روایت کے مطابق ۱۸ سال اور اگر ایک بعثت کو ان کا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ کی ہوئیں تو ذی الحجہ ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

حضرت علی ؓ نے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کی تو آپ ؐ

نے حضرت فاطمہؓ کی مرضی دریافت کی جس پر وہ خاموش رہیں، یہ ایک طرح کی رضامندی کا اظہار تھا، آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا، کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟ حضرت علیؓ بولے کچھ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، وہ زرہ کیا ہوئی''؟ جو (جنگ بدر میں ملی تھی) عرض کیا کہ وہ تو موجود ہے، آپؐ نے فرمایا بس کافی ہے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو ۴۸۰ درہم میں فروخت کر دیا اور قیمت لا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائیں۔ زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علیؓ کا سرمایہ تھا، وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی۔

حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ زہرا کو دے دیا چونکہ، حضرت علیؓ اب تک رسول اللہ ﷺ ہی کے پاس رہتے تھے اس لئے شادی کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک گھر الگ ہو، حضرت حارثہ بن نعمان انصاری کے پاس بہت سے گھر تھے جن میں سے وہ کئی گھر رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ فرما چکے تھے۔ حضرت حارثہؓ نے جب حضرت علی کا حال سنا تو دوڑے ہوئے آئے کہ حضور میں اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے، غرض انہوں نے اپنا مکان خالی کر دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وہیں رخصت ہو گئیں۔

شہنشاہ دوعالم (ﷺ) نے اس وقت جو سامان دیا وہ بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے، ایک چھاگل، دو مٹی کے گھڑے، ایک مشک اور دو چکیاں تھیں اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزیں عمر بھر ان کے پاس رہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب نئے گھر میں چلی گئیں تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی، پھر اندر آئے ایک برتن میں پانی منگوایا، دونوں ہاتھ اس میں ڈالے، اور حضرت علیؓ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں، ان پر بھی پانی چھڑ

کا اور فرمایا کہ میں نے اپنے خاندان میں بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔

(یہ تمام تفصیل صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۱، طبقات ابن سعد ج ۸، زرقانی ج ۲ اور اصابہ ج ۸ سے ماخوذ ہے)

والد کا غم

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر مشہور روایت کے مطابق جس وقت ۲۶ سال کی تھی اسی سال رسول کریم ﷺ نے رحلت فرمائی، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین اولاد میں سے تھیں اس لئے کہ یہی آخر تک خدمت میں بھی رہیں جس کی وجہ سے ان کو صدمہ بھی اوروں سے زیادہ ہوا۔ وفات سے ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا بھیجا، تشریف لائیں، تو ان سے کچھ کان میں باتیں کہیں جس سے وہ رونے لگیں، پھر بلا کر کچھ کان میں کہا، تو ہنس پڑیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا تو بتایا۔ ''پہلی دفعہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں اسی مرض میں انتقال کروں گا جس کی وجہ سے میں رونے لگی اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تمہیں مجھ سے آ کر ملوگی، تو میں ہنسنے لگی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۸)

وفات سے پہلے جب بار بار آپ ﷺ پر غشی طاری ہوتی تو حضرت فاطمہؓ یہ دیکھ کر بولیں واکرب اباہ، ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپؐ نے فرمایا ''تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۱)

آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ پر اس کا ایسا اثر رہا جیسے، اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ ''جب تک آپ زندہ رہیں کبھی آپ نے تبسم نہیں فرمایا۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۲۴)

بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہؓ نعش مبارک کو دفن کر کے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ ''کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟ (اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۵۲۴)

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا،حضرت عباسؓ حضرت علیؓ ،ازواج مطہراتؓ یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے ،حضرت فاطمہؓ کا بھی ایک قائم مقام موجود تھا،چونکہ رسول اللہ ﷺ کی جائداد خالصۃ جائدادتھی اوراس میں قانون وراثت جاری نہیں ہوسکتا تھا ،اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اعزہ کواپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتاہوں ،لیکن یہ بات خود رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاہے کہ انبیاء جومتروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کاکل صدقہ ہوتاہے ،اوراس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اس وجہ سے میں اس جائدادکوکیسے تقسیم کرسکتاہوں ،البتہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اہل بیت جس حدتک اس سے فائدہ اٹھاتے تھے اب بھی اٹھاسکتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ خواتین میں رسول اللہ ﷺ کوسب سے زیادہ عزیز فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہاتھیں اورمردوں میں سیدناعلیؓ ''۔

(بحوالہ ترمذی:۳۸۶۸،کتاب المناقب:متدرک حاکم:۳/۱۵۵)حاکم نے اس حدیث کوصحیح قراردیاہےاورعلامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی)

سیدہ فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہاکے چکی پیسنے کی وجہ سے جوہاتھوں میں نشانات پڑ گئے تھے۔اس کی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کرنے گئیں لیکن آپ ﷺ گھر میں نہ ملےتووہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سےملیں اورانہیں اپنی آمدکامقصد بتادیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تھے۔سیدہ فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہا کامقصد یہ تھا کہ شائدان میں سے گھریلوکام کرنے کے لئے کوئی خادم مل جائے۔

جب نبی کریم ﷺ گھرتشریف لائےتوسیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے آپ ﷺ کوبتادیا کہ فاطمہ الزہراءاس مقصد کے لئے آئی تھیں کہ انہیں کوئی خادم مل جائے تاکہ گھریلوکام کاج میں ہاتھ بٹاسکے۔سیدہ فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہافرماتی ہیں کہ ہم گھر

میں سونے کی تیاری کررہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اورآپ ہمارےساتھ ہی تشریف فرماہوگئے۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ مجھے معلوم ہواہے کہ تم خادم حاصل کرنے کی غرض سے آئی تھی۔میں تمہیں یہ بتانے آیاہوں کہ ان قیدیوں میں سےتو تم کوفی الحال کوئی نہیں مل سکےگاالبتہ میں تمہیں اس سے بہتر بتلادیتاہوں جب تم بستر پرسونے لگوتو۳۴بار اللہ اکبر، ۳۳بارسبحان اللہ اور ۳۳بارالحمداللہ پڑھ لیا کرو۔یہ عمل تمہارے لیے خادم سے بہتر ہوگا۔''(بحوالہ مسلم:۲۷۲۷)

صفات

سیدہ فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہاشکل وصورت میں اپنے والدگرامی سیدنامحمدالرسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہہ تھیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاسے روایت ہے،فرماتی ہیں:''میں نے کلام اورگفتگو کے اعتبار سے فاطمہ سے بڑھ کررسول اللہ ﷺ کے مشابہ کسی کونہیں دیکھا،فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہاجب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں توآپ ﷺ اٹھ کران کی طرف قدم بڑھاتے اورانہیں بوسہ دیتے اورانہیں خوش آمدید کہتے''۔

(بحوالہ ابوداود،باب الأدب،باب ماجاءفی القیام،۵۲۱۷،ترمذی فی المناقب،باب مناقب فاطمۃ بنت محمد ﷺ ۳۸۷۱،متدرک حاکم:۳/۱۵۴،حاکم نے اس حدیث کوصحیح قراردیااورامام ذہبی نے اس کی موافقت کی)

اسی طرح فاطمہ الزہراءرضی اللہ عنہابھی اپنے اباجان کی آمدپروالہانہ شوق سے ان کااستقبال کرتیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاسے روایت ہے،فرماتی ہیں کہ ایک دن تمام ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے پاس اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں،اتنے میں حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہمارے پاس آئیں۔ان کی چال بعینہ اسی طرح تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ چلتے تھے۔جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھاتوانہیں خوش آمدید کہا

اورفرمایامیری بیٹی: ''مرحباً احلاًوسھلاً''۔

وفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کو ۶ ماہ گذرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بھی وفات ہوگئی اوررسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پیشن گوئی کہ ''میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی'' پوری ہوئی۔

یہ منگل کادن اوررمضان کی تیسری تاریخ تھی،اس وقت ان کی عمر ۲۹ سال کی تھی ،لیکن اگردوسری روایتوں کالحاظ کیاجائے تووہ مختلف ہیں،چنانچہ ایک روایت میں ہے ۲۴ سال ،ایک میں ۲۵ سال اورایک میں ۳۰ سال مذکورہے ،زرقانی نےلکھاہے کہ پہلی روایت(۲۹سال)زیادہ صحیح ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز وتکفین میں خاص بات یہ تھی کہ،عورتوں کے جنازہ پر جوآج کل پردہ لگانے کا دستور ہے،اس کی ابتداان ہی سے ہوئی۔اس سے پہلے عورت اورمردسب کاجنازہ کھلاہواجاتاتھا،چونکہ حضرت فاطمہؓ کےمزاج میں بہت زیادہ حیا وشرم تھی اس لئے انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیشؓ سے کہاتھاکہ کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے جس کومیں ناپسندکرتی ہوں اورحضرت اسماءرضی اللہ عنہانے کہاکہ جگر گوشہ رسول !میں نے حبش میں ایک طریقہ دیکھاہے کہ عورتوں کا جنازہ ڈھکا رہتا ہے،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے پسندکیااس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ ڈھک کرقبرستان تک لے جایاگیاپھران کے بعدحضرت زینب رضی اللہ عنہا کاجنازہ بھی اسی طریقہ سے لے جایاگیا۔(اسدالغابہ ج۵ص ۵۲۴)

حضرت فاطمہؓ کی قبرکےمتعلق بھی اختلاف ہےبعضوں کاخیال ہے کہ وہ بقیع میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قبرکے پاس مدفون ہوئیں،ابن زبالہ نے یہی لکھاہےاورمؤرخ

مسودی نےبھی اسی قسم کی تصریح کی ہے۔مؤرخ موصوف نے ۳۳۲ھ میں بقیع کی ایک قبر پرایک کتبہ دیکھاتھا،جس میں لکھاتھاکہ ''یہ فاطمہ زہراؓ کی قبرہے۔(خلاصۃ الوفاص ۲۱۷)

لیکن طبقات کی متعددروایتوں سےمعلوم ہوتاہےکہ وہ درالعقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔(ایضاًص ۱۸)

اولاد

حضرت فاطمہؓ کی پانچ اولادیں ہوئیں جن کے نام اس طرح ہیں (۱)حسنؓ (۲)حسینؓ (۳)محسنؓ (۴)ام کلثومؓ (۵)زینب۔

اس میں محسنؓ کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیاتھاحضرت زینبؓ ،حضرت حسنؓ ،حضرت حسینؓ اورام کلثومؓ سےمتعلق اہم واقعات تاریخ میں مشہورہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سب سے بہت محبت تھی اس لئے حضرت علیؓ اورحضرت فاطمہؓ بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹیوں میں صرف حضرت فاطمہؓ کویہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپؐ کی نسل باقی رہی۔

حضرت فاطمہؓ سے کتب حدیث میں ۱۸روایتیں منقول ہیں جن کو بڑے بڑے جلیل القدرصحابہؓ نے ان سے روایت کیاہے ،حضرت علیؓ بن ابی طالب ،حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ ،حضرت عائشہؓ ،حضرت ام کلثومؓ ،حضرت سلمیؓ ،ام رافع اورحضرت انسؓ بن مالک نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی سفرمیں گئے ہوئے تھے،واپس آئےتوحضرت فاطمہؓ نےقربانی کاگوشت پیش کیاتوانہوں نے عذرکیااس پرحضرت فاطمہؓ نے کہا،اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔(مسندج۶ص ۲۸۲)

حضرت فاطمہؓ رسول کریم ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں،آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اس کو ناراض کرے گا مجھ کو ناراض کریگا۔''

(اصابہ ج۸ ص۱۵۷)

ابو جہل نے اپنی لڑکی کو حضرت علیؓ سے نکاح کا پیغام بھیجا تھا، بارگاہ نبوت میں اطلاع ہوئی تو حضور ﷺ منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

''آل ہشام ،علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے اجازت مانگی گئی ہے لیکن میں اجازت نہیں دوں گا اور کبھی نہ دوں گا ،البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں، فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔''

''اس کے بعد ابو العاص بن ربیع کا جو آپ کے داماد تھے ذکر فرمایا کہ اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھایا اور جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا، اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں آیا ہوں۔ لیکن خدا کی قسم ایک پیغمبر اور ایک دشمنِ خدا کی بیٹیاں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔''

اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات تک حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنھا کا شمار رسول اللہ ﷺ نے ان چند مقدس خواتین میں فرمایا تھا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ قرار پائیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے،''تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریمؑ ،خدیجہؓ ،فاطمہؓ اور آسیہؓ کافی ہیں۔''

زہد کی یہ کیفیت تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین اولاد میں سے تھیں اور اسلام میں رہبانیت کا قلع قمع بھی کر دیا گیا تھا۔ اور فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال و زر

کے خزانے لٹا رہی تھی ،لیکن اس میں سے جگر گوشۂ رسول (ﷺ) کا کتنا حصہ تھا؟ اس کا جواب سننے سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خانگی زندگی یہ تھی کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گٹے پڑ گئے تھے، گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے گندے ہو جاتے تھے، چولہے کے پاس بیٹھتے بیٹھتے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہو جاتے تھے ،لیکن جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی ،اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا کہ بیٹی بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔(ابوداؤد)

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے ،دیکھا کہ انہوں نے ناداری کی وجہ سے اس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور پاؤں چھپاتی ہیں تو سر برہنہ ہو جاتا ہے.

صرف یہی نہیں رسول اللہ ﷺ خود ان کو آرائش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہیں دیتے تھے، بلکہ اس قسم کی جو چیزیں ان کو دوسرے ذرائع سے ملتی تھیں، ان کو بھی ناپسند فرماتے تھے''اور فرماتے تھے کیوں فاطمہؓ ! کیا لوگوں سے کہلوانا چاہتی ہو کہ ''رسول اللہ (ﷺ) کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے۔'' حضرت فاطمہؓ جو ہار پہنی تھیں اسکو فوراً بیچ کر اس کی قیمت سے ایک غلام خرید لیا۔

ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے ،حضرت فاطمہؓ نے گھر کے دروازے پر اچھے پردے لگا رکھے تھے اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھیں، آپ ﷺ حسب معمول حضرت فاطمہؓ کے یہاں آئے تو اس دینوی سازو سامان کو دیکھ کر واپس چلے گئے ،حضرت فاطمہؓ کو آپ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا۔ اور بچوں کے ہاتھ سے کنگن اتار دئے ،بچے آپ ﷺ کی

خدمت میں روتے ہوئے آئے، آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ میرے اہل بیت ہیں، میں یہ نہیں چاہتا کہ یہ ان زخارف سے آلودہ ہوں۔'' اس کے بدلے فاطمہؓ کے لئے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی کے دانت کے کنگن خرید لاؤ۔ (یہ تمام واقعات ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہیں)

صدق وراستی میں بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

''میں نے فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو صاف گو نہیں دیکھا۔ البتہ ان کے والد ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں''۔ (استیعاب ج ۲ ص ۷۷۲)

حضرت فاطمہ بہت حیادار تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔

رسول اللہ ﷺ سے نہایت محبت کرتی تھیں۔ جب آپؐ مکہ معظّمہ میں مقیم تھے تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت میں ایک مرتبہ آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی لاکر ڈال دی، قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ کسی نے جا کر حضرت فاطمہؓ کو خبر دی، وہ اگرچہ اس وقت صرف ۵،۶ برس کی تھیں، لیکن جوش محبت سے دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھڑی ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا اور بددعائیں دیں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸ و ۷۴)

رسول اللہ ﷺ بھی ان سے نہایت محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو جو شخص سب سے پہلے خدمت میں حاضر ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہی ہوتیں، حضرت فاطمہؓ جب آپ کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، ان کی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

آپ ﷺ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے، چنانچہ جب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں کبھی کبھی

خانگی معاملات سے متعلق رنجش ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ دونوں میں صلح کرادیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپؐ گھر میں تشریف لے گئے اور آپس میں صلح کرادی تو گھر سے مسرور نکلے، لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ ﷺ گھر میں گئے تھے تو دوسری حالت تھی۔ اب آپ واپسی پر اس قدر خوش کیوں ہیں؟ فرمایا میں نے ان دو شخصوں میں مصالحت کرادی ہے جو مجھ کو محبوب تر ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ پر کچھ سختی کی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کرنے کے لئے چلیں، پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے، حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی، آپؐ نے فرمایا ''بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہئے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے ساتھ خاموش چلا آئے گا۔'' حضرت علیؓ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا ''اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔'' اس طرح حضرت فاطمہ کی سیرت پوری دنیا کی عورتوں کے لئے بے مثال نمونہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری امت کی عورتوں کو حضرت فاطمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

❀❀❀

فصل دوم

آل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندانِ نرینہ)

سید قاسمؓ بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے بیٹے سید قاسمؓ ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے پیر سے چلنا سیکھ گئے تھے کہ اس کے بعد اللہ کے پیارے ہو گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ''ابوالقاسم'' ان ہی بیٹے کے نام پر ہے۔احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور کنیت کو اپنے لیے ایک ساتھ جمع نہ کرے، یعنی ''ابوالقاسم محمدؐ'' نام نہ رکھے ۔بعض نے اس منع کرنے کو زمانۂ نبوی کے ساتھ خاص کیا ہے ۔

سید عبداللہؓ بن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید عبداللہؓ کا لقب طیب و طاہر تھا یہ مکہ معظّمہ میں بعثتِ نبوی کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ معظّمہ ہی میں وفات پائی۔انہیں کی وفات پر سورۂ کوثر کا نزول ہوا تھا۔کفار سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کے انتقال کے بعد اب کوئی محمد کا نام لینے والا نہیں رہے گا۔''زبور ۲۷۔۱۷ میں بھی حضور کی شان میں اس طرح الفاظ کہے گئے ہیں۔

''اس کا نام ابد تک باقی رہے گا۔جب تک آفتاب رہے گا اس کا نام کا رواج رہے گا لوگ اس کی باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے ساری قومیں اسے مبارک باد دیں گی۔

زبور ۲۷۔۱۵ میں بھی حضور ہی کی شان میں ہے ''اس کے حق میں سدا دعا ہو گی، ہر روز اس کی مبارک باد کہی جائے گی۔''

انہیں بشارات صحف سابقہ اور اعلان قرآن مبین کا اثر ہے کہ ان کافروں کا نام بھی آج کوئی نہیں لیتا جن کو اپنی اولاد کا غرور تھا۔ بلکہ ان کی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہا ں تک نہیں پہنچا تا تھا،لیکن رسول کریم ﷺ کا ذکرِ خیر اور نام اذان و تکبیر تشہد و صلوٰۃ، درود و کلمہ طیبہ میں زبانوں پر جاری اور دلوں پر حاوی ہے، جو قیامت تک باقی رہے گا۔

سید ابراھیمؓ بن رسول کریم ﷺ

سید ابراھیم بن محمد ﷺ مدینہ منورہ میں پیدا ئے، ولادت کی اطلاع ابورافع نے جو دائی سلمٰی کا شوہر تھا نبی ﷺ کے پاس پہنچائی تھی۔ رسول کریم ﷺ نے اسے اس خبر کی خوشی میں ایک غلام عطا فرمایا اور بچہ کا نام اپنے جدّ بزرگوار خلیل الرحمٰن کے نام پر ''ابراھیم'' رکھا۔ ام بردہ بنت المنذر بن زید الانصاری نے جو براء بن اوس انصاری کی زوجہ ہیں انہوں نے ان کو دودھ پلایا۔ نبی کریم ﷺ نے اسی لئے ام بردہ کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا۔

سید نا ابراھیمؓ کی ابھی رضاعت کے دن باقی تھے کہ انہوں نے خلدِ برین کا رخ کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جب آخری وقت میں ان کو دیکھا تو وہ آخری سانس لے رہے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے ان کو گود میں اُٹھایا اور زبان سے فرمایا:

یا ابراھیم لا نغنی عنک من اللّٰہ شئیا

''ابراھیم حکم الٰہی کے سامنے ہم تیرے کس کام آسکتے ہیں''

''ہم جانتے ہیں کہ موت تو امر حق اور وعدہ صدق ہے،۔ ہم جانتے ہیں کہ پیچھے رہ جانے والے بھی پہلے جانیوالوں کے ساتھ جا ملیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم ابراھیم کا غم اس سے بھی زیادہ کرتے۔ آنکھ نم ہے دل میں غم ہے مگر ہم کوئی بات ایسی نہ کہیں گے جو رب کو نا پسند ہو۔''

اتفاق یہ ہوا کہ جس روز سیدنا ابراھیمؓ کا انتقال ہوا اسی روز سورج گرہن بھی ہو گیا

(صحیح بخاری عن المغیرہ کتاب الکسوف)، قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ کسوف وخسوف کسی بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتا ہے، اب اس واقعہ پر کچھ مسلمان بھی کہنے لگے کہ سورج ابراھیؓ کی موت سے گہنایا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ سنا تو یہ خطبہ دیا۔

سورج، چاند کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گہناتے وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔

سیدنا ابراھیم کی والدہ ماریہ خاتون ہیں جو قبطی نسل سے ہیں جس طرح حضرت ابراھیم کے ہم عصر شاہِ مصر نے ہاجرہ خاتون کو پیش کیا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کے ہم عصر شاہِ مصر نے ماریہ خاتون کو خدمت نبویؐ میں بھیجا۔ اس مثال میں صرف اتنا فرق ہے کہ حضرت ابراھیمؑ کا ہم عہد بُت پرست وجبار تھا اور نبی ﷺ کا ہم عصر ایک پابند مذہب عیسائی باشندگان مصر تھا۔ اس واقعہ سے وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو داؤد علیہ السلام کی معرفت دی گئی تھی۔

''بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں بلکہ افیر کی سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہے''۔

(زبور ۴۵۔۹)

''نیز یہ بشارت پوری ہوئی۔ ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذریں لائیں گے اور سبا سیبا کے بادشاہ ہدیے گزاریں گے''۔

(زبور ۷۲۔۔۔۱۰)

واقدی اور ابن سعد نے ولادت ابراھیم سنہ ۸ھ اور وفات ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰ھ تحریر کی ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یوم وفات کو سورج گرہن تھا۔

ان روایات میں بہت اختلاف ہے لیکن سورج گرہن کی تاریخ کا صحیح یہ ہے حساب لگایا گیا تو سنہ ۱۰ھ کا سورج گرہن ۲۹ شوال بروز شنبہ مطابق ۳۰/۲۷ جنوری

۶۳۲ء کو ثابت ہوتا ہے۔

اس طرح تاریخ وفات ۲۹ شوال ۱۰ھ محقق ہوتی ہے اور امام بخاریؒ کی روایت عن عائشہ صدیقہؓ اور مسند امام احمد کی روایت عن جابرؓ۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابراھیم کی عمر ۱۷ یا ۱۸ ماہ اور مسند میں پورے ۱۸ ماہ بیان کی گئی ہے۔ پس ان روایت صحیحہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۸ ماہ پہلے کے مہینوں کو شمار کیا جائے تو۔ جمادی الاول ۹ھ آئے گا یہی مہینہ ولادت سید ابراھیمؓ کا ہوا۔ اس تحقیقات سے دیگر سب مختلف روایتوں کا ضعف نمایاں ہوجاتا ہے جو سیدنا ابراھیمؓ کی عمر اور تاریخ ولادت اور تاریخ وفات سے متعلق ہیں۔

❁❁❁

آپ ﷺ کے بیٹے اور بیٹیاں ایک نظر میں

آپ ﷺ کے کل بیٹے

آپ ﷺ کی کل سات اولاد تھیں جن میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ سوائے ابراہیم کے آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) القاسم:

حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ سے یہ سب سے بڑے لڑکے تھے۔ آپ ﷺ کی کنیت (ابوالقاسم) ان ہی کے نام پر ہے۔ ان کی ولادت نبوت سے پہلے ہوئی اور مکہ مکرمہ میں ہی آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے انتقال ہوا۔

(۲) عبداللہ:

حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ سے پیدا ہوئے۔ انہی کا لقب طیب اور طاہر ہے۔ مکہ معظّمہ میں بعثت نبوی سے پہلے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں مکہ معظّمہ میں وفات ہوئی۔ ان کی وفات پر سورہ کوثر نازل ہوئی۔

(۳) ابراھیم:

ان کی ولادت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آٹھویں ہجری میں، مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (ام بردہ بنت المنذر بن زید الانصاری نے ان کو دودھ پلایا) نبی ﷺ نے انہیں ایک قطعۂ نخلستان عطا فرمایا تھا۔ ان کا انتقال ۲۹/شوال ۱۰ھ میں ہوا۔

جس روز ابراہیم کا انتقال ہوا اسی روز سورج گرہن بھی ہوا۔ عربوں کا اعتقاد تھا کہ

سورج گرہن اور چاند گرہن کسی بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتا ہے، اس واقعہ پر کچھ مسلمان بھی کہنے لگے کہ سورج ابراہیم کی موت سے گہنا گیا ہے۔ نبی ﷺ نے سنا تو فرمایا :''سورج چاند کسی انسان کی موت سے نہیں گہناتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو''۔

آپ ﷺ کی کل بیٹیاں

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا:

یہ سب سے بڑی بیٹی ہیں۔ ان کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے ہوئی۔ ان کی شادی پہلے ان کے ماموں زاد بھائی ابوالعاص بن الربیع سے ہوئی تھی اور ان کا مدینہ منورہ میں ۸ ہجری میں انتقال ہوا۔

(۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا:

ان کی ولادت بعثت سے قبل ہوئی اور مکہ مکرمہ میں ان کی پہلی شادی عتبہ بن ابی لہب سے ہوئی تھی بعد میں حضرت عثمان غنیؓ سے دوسری شادی ہوئی۔

(۳) ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

یہ بعثت نبوی سے پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کا پہلا نکاح مکہ مکرمہ میں عتیبہ بن ابی لہب سے ہوا۔ اسلام کے اظہار کے بعد کفار نے (حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو) عتیبہ اور عتبہ سے طلاق دلوا کر آپ ﷺ کے گھر واپس کر دیا۔

اس کے بعد حضرت رقیہ کی شادی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

ہجرت حبشہ کے وقت آپ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں غزوۂ بدر کے وقت ہوا۔

حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرات ام کلثومؓ کی بھی دوسری شادی حضرت عثمان

بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت عثمانؓ کے بعد چھ سال تک باحیات تھیں س۔

(۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ان کی بھی ولادت بعثت سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ہجرت کے دوسرے سال حضرت علی بن ابی طالبؓ سے شادی ہوئی۔ ان کے بطن سے حضرت حسن اور حضرت حسین پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ان کا بھی انتقال ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق رحمتیں نازل فرمائے آپ ﷺ پر اور آپ کے آل پر اور آپ کے اصحاب پر۔

الھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید م مجید۔

والسلام

آمنہ فاروقی

۸ ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶/۸/۱۲